پرنٹنگ پریس سے متعلق مسائل۔

گذشتہ سے پیوستہ

مفتی وزیر احمد۔

جامعہ ضیاء مدینہ، ماہی والا، لیہ۔

حقوق تصنیف۔

عمومی طور حقوق تصنیف سے متعلق حق اشاعت کا مسئلہ ذکر کیا جاتا ہے جبکہ فی زمانا اس کے علاوہ اور بھی تصنیف سے متعلق امور جنم لے رہے ہیں وہ بھی لائق ذکر اور قابل فکر ہیں، ان مسائل کی ایک طویل فہرست ہے۔

۱۔ محض منافع خوری کے لالچ میں مصنف کی اجازت کے بغیر کتاب چھاپ کر فروخت کرنے لگ جانا۔

۲۔ مضامین چرالینا یعنی کسی کی محنت کو من وعن نقل کر کے اپنی بک میں اس طرح شامل کرلینا کہ اس کا حوالہ بھی نہ دینا تا کہ قارئین یہ سمجھیں کہ مندرجات موصوف کی محنت ہے۔

۳۔ کسی کی بک اشاعتی مراحل میں تھی، اس کا مواد ہاتھ میں لگ جانے کی صورت اپنی طرف منسوب کر کے پہلے چھاپ دینا تا کہ یہ کہا جاسکے کہ اس نام اور مضمون پر جس مصنف کی طرف سے بک مارکیٹ میں پہلے آئی ہے اصل مصنف وہی ہے، بعد والا اس کا مصنف نہیں ہوسکتا؟

۴۔ کسی لائبریری سے قلمی کتاب یا کمیاب بک کو اپنے نام پر محض شہرت حاصل کرنے کے لئے چھاپ کر بازار میں پہنچا دینا۔

۵۔ مصنف کے فوت ہو جانے کے بعد، اس کے ورثا ہونے کے باجود ان سے اجازت لئے

بغیر بک چھاپ دینا۔

۶۔ اصل مصنف کو تنخواہ پر کتاب یا مضامین لکھوا کر اپنے نام پر اس کی رضامندی سے بک چھاپنا تاکہ کتابوں کی تعداد میں اضافہ کے باعث بڑے مصنفین کی لسٹ میں نام شامل ہو جائے۔

۷۔ قدیم کتابیں بغیر کسی تغیر وتبدل کے چھاپنا۔

۸۔ خود مصنف/مؤلف سے مسودہ اس شرط پر خرید لینا کہ وہ اپنے نام پر یہ کتاب چھاپے گا نہ یہ راز اُگلے گا بلکہ خانہ تصنیف کے تحت مسودہ خرید کرنے والے کا نام بطور مصنف لکھا جائے گا۔

۹۔ کسی کی بک کا بلا اجازت ترجمہ کر کے چھاپ دینا۔

۱۰۔ مصنف سے اذن لئے بغیر اس کی مکمل کتاب انٹرنیٹ پر ڈال دینا؟

۱۱۔ پرنٹ لائن والے پیج کی پیشانی پر اگر یہ سرخی "جملہ حقوق محفوظ ہیں" لکھا ہوا نہ ہو تو پھر دوسرے آدمی کو بک کی اشاعت کا جواز ملے گا؟

۱۲۔ کسی معاہدہ کی صورت میں مصنف کا ناشرین کو بک چھپائی کے لئے دینا۔

۱۳۔ مصنف نے ایک ناشر کو بک چھاپنے کے لئے دی اور اس سے طے یہ پایا کہ یہ معاہدہ پانچ سال کے لئے ہے، ہنوز پانچ سال نہیں گزرے تھے کہ مصنف نے کسی دوسرے ناشر سے بھی بک چھاپنے کا معاہدہ کر لیا۔

۱۴۔ کیا ناشر کسی کی بک کا نام تبدیل کر سکتا ہے؟

مندرجات بالا سے متعلق جواز اور عدم کا حکم جاننے سے قبل اس امر میں غور کرنا ضروری ہے کہ ادبی ،ایجاد، اختراع، تالیف وتصنیف اور مجرد حقوق کی حیثیت کیا ہے؟ چنانچہ یہ تمام حقوق شرعاً محفوظ ہیں ان میں اعیان اور املاک کے احکام جاری ہونے کے باعث کسی دوسرے کو تصرف کا اذن نہیں اور انہیں معاصر دنیا کے دساتیر اور قوانین میں تحفظ فراہم کرنے کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، جس طرح انسان کے جمیع مادی حقوق کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اسی طرح مندرجات کو بھی صاحب تصنیف اور صاحب ایجاد کا قیمتی اثاثہ سمجھا گیا ہے اور سمجھنا چاہئے اور فقط ان کے مالکان کو ان میں تصرف کا حق ہونا چاہئے، کسی اور کو تصانیف وتالیف میں کسی بھی حوالہ سے تصرف کرنا روا نہیں، ادبی

حقوق کی پائمالی کرنے والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جوابدہ ہوں گے، کیونکہ ادبی اور تالیفی حقوق تجارتی عرف میں ملکیت قرار دئے جاچکے ہیں۔ مصنف کی کتاب کی اشاعت اجازت کے بغیر مصنف کے حق پر ظلم ہوگا جو شرعاً گناہ کا ذریعہ ہے اور مصنف کے حقوق کی چوری ہے جس کی سزا مالی تاوان کے ذریعے لازم ہوگی، نیز مصنف نے اپنی کتاب پر ''جملہ حقوق محفوظ ہیں'' لکھا ہو یا نہ لکھا ہو بہر صورت بلا اجازت مصنف کتاب کی نشر واشاعت جرم ہوگا، کیونکہ عرف اور قانون نے حق تالیف کو شخصی حق کے طور پر تسلیم کیا ہے، خواہ یہ کلمات لکھے ہوئے ہوں یا نہ۔

نیز اس تناظر میں مصنف اور مؤلف کو دونوں حقوق (ادبی اور مالی) ہمیشہ کے لئے حاصل ہوں گے، چنانچہ مصنف کے علاوہ کسی اور کو کتاب اپنی طرف منسوب کرنا روانہیں، اصل مصنف کی طرف منسوب کی جائے گی، بلکہ خود مصنف کو بھی اختیار نہیں کہ کسی چیز کے عوض یا بلاعوض اپنی تصنیف کو دوسرے کی طرف منسوب کرے کیونکہ ایسا کرنا کذب اور قارئین سے ایک نوع دھوکا ہے، جیسے کوئی کسی کی مکمل کتاب اپنی طرف منسوب نہیں کرسکتا ایسے اس کی کسی جز اور حصہ کو بھی اپنی طرف منسوب نہیں کرسکتا علما نے چور کی کثیر قسمیں بیان کی ہیں ''**وهم انواع لاتحصى فمنهم السراق بأيديهم ومنهم السراق بأقلامهم**'' ایک تو وہ جو ہاتھ سے چوری کرتا ہے، دوسرا وہ بھی چور ہے جو قلم سے چوری کرتا ہے' علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر مستقل ایک بک لکھی ڈالی ''**الفارق بين المصنف والسارق**'' یعنی مصنف اور چور کے درمیان فرق کرنے والی، البتہ کسی کی کتاب میں جو دیگر کتب سے عبارات منقول ہوں، ان عبارات کے نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ اس کی ملکیت نہیں مثلاً کسی کی کتاب میں قرآنی آیات یا احادیث لکھی ہوئی ہوں تو وہ آیات اور احادیث اس کتاب کے مصنف کی ملکیت نہیں ہوتیں بلکہ جمیع مسلمانوں کا اس کی نقل اور نشر میں حق ہے علی ھذا القیاس دیگر قدیمی کتب۔

بلا اجازتِ مصنف بک چھاپنے اور اسے فروخت کرنے کے نقصانات مصنف کے حق میں بہت زیادہ ہیں۔

۱۔ بیسوں اہل قلم ایسے گزرے ہیں اور اس وقت بھی موجود ہیں کہ انہوں نے اپنی حیات کا سلسلہ روزگار اسی چیز کے ساتھ قائم کیا اور اپنی اولاد کو ایسے مکتبے اور بک سنٹر مہیا کئے جن کی مدد سے

انہیں نہ بہترین روزگا ملا بلکہ اولادیں اپنے اجداد کی تصانیف سے رزق حلال بھی کمارہی ہیں اوراپنے اسلاف کی کتابوں کے بجاطور وارث اورمحافظ بھی بنے ہوئے ہیں،جن بزرگوں نے عمر بھر بڑی عرق ریزی سے کام کیا،اپنامکمل سرمایہ لائبریری پرصرف کردیااور خداداد صلاحیت کے بل بوتے پرہزاروں کتابوں سے مسائل کشید کرعامۃ المسلمین کے لئے دین کی فقہ کے لئے ایک آسان راہ ہموار کی،اب ان کی انتھک محنت اور کاوش سے اگران کے حقیقی ورثارزق حاصل کررہے ہوں تو کیا کسی اشاعتی ادارہ کے بانی کوان کے منہ سے لقمہ چھیننا روا ہے؟

۲۔ واللہ اعلم کہ کتنے ایسے لکھاری ہاتھ میں ایک نیا مسودہ لیکراس انتظاراورامید میں ہوتے ہیں کہ پہلی کتاب کی فروخت سے جونفع ملے گا ہم اس سے ایک اورنئی کتاب چھپواسکیں گے،ان کی عمر بھر کی تصنیفات کی نشرواشاعت ایسے ہوتی ہیں،اگرکوئی منافع خورمصنف سے اجازت لئے بغیراس کی کتاب پرڈاکہ ڈال دے تو گویا کہ اس کاایسا مکروہ اشاعتی عمل ہمیشہ کے لئے ایک اچھے لکھاری کا قلم توڑنے کے جرم کا مرتکب ہوگا۔

۳۔ مصنف نے جوایڈیشن خودچھپوایا ہوتا ہے یاکسی ناشرنے مصنف سے معاہدہ کی صورت میں اس کی اشاعت کا عمل کیا ہوتا ہے،دریں اثنا اگرکوئی اور بلااجازت مصنف،کتاب چھاپ ڈالے تواس سے ایک صنف نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ بک کی سیل سرد پڑجاتی ہے،جس رفتار سے پہلے بک کی فروخت جاری ہوتی ہے،اس کے مقابلہ میں اورایڈیشن آنے کے باعث کام رک جاتا ہے اوراس کا نقصان مصنف یاناشرکو بھگتنا پڑتا ہے۔

۴۔ پہلے ایڈیشن کے بعدقارئین کی طرف سے بعض مسائل اورمقامات میں ترامیم کی درست آراء آنے کی باعث یاپھرخودمصنف کچھ اہم مسائل میں رجوع اورمزیدتصویب کے لئے اس انتظار میں ہوتا ہے کہ پہلاایڈیشن ختم ہوجانے کے بعد،دوسرے ایڈیشن میں سب کچھ درست اورٹھیک کرلیں گے اورمقدمہ میں ترامیم کی تمام وجوہات سے بھی قارئین کوآگاہ کردیا جائے گا،ادھر بک پرڈاکہ پڑنے کے وجہ سے تمام تجاویزاوراصلاحوں پرپانی پھرجاتا ہے،پہلاایڈیشن من وعن نقل کی صورت میں ایک نقال بک سیلر کے ہاں میسر ہوجاتا ہے''شرعی اصولوں کوپس پشت ڈالنے

والے ایسے ناشرین، نہ صرف وضعی دساتیر اور قوانین کا سامنا کرنے کی دھمکی سنتے ہیں بلکہ ساتھ تضحیک کی صورت میں کہتے ہیں "آپ سے جو قانونی چارہ جوئی ہوتی ہے کرلیں ہم بھگت لیں گے"
"چور الٹا ڈانٹے کوتوال کو"

جب بک کے تمام حقوق مصنف کے سپرد ہوں گے تو اس میں اندرونی، بیرونی تصرفات بھی اسی کو حاصل ہوں گے۔ کسی بھی حق پر حملہ کرنے والے کے سامنے رکاوٹ ڈالنا مصنف اور اس کے ورثا کا حق ہوگا، مارکیٹ میں بک سیل کرنا یا کسی وجہ سے بک کی سیل روکنے کا حق بھی مصنف کو ہوگا، اگر مؤلف بازار سے مکمل بک واپس لے لے، نیز بک کے نئے ایڈیشن میں ترامیم کا حق بھی مؤلف کو ہوگا، ممنوعہ مواد کی حامل بک کی سیل اور ترسیل روکنا یا بالکل کتاب ضبط کرنا ذمہ دار ادارہ کو اختیار ہوگا (گستاخانہ مواد کی اشاعت کی روک تھام پر ہر مسلمان کو حق حاصل ہوگا کہ اس کے خلاف چارہ جوئی کرے)

جب بک کا مالک مصنف ہے تو پھر اس کی اجازت کے بغیر کتاب میں جس طرح دیگر تصرفات روا نہیں، اسی طرح نام چینج کرنے کا حق بھی مصنف کو ہوگا، نیز اگر کسی معاہدہ کے تحت ایک ناشر کتاب چھاپ رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کتاب کا نام بدل دیا جائے تو سیل بڑھے گی تو باوجود معاہدہ کے بک سیلر اور ناشر کو اختیار نہیں کہ وہ کتاب کے مضامین یا نام میں تبدیلی لائیں، کیونکہ ان سے مضامین یا ترامیم کا کوئی عہد نہیں ہوا ہوتا، بلکہ فقط کسی معاوضہ کی صورت میں کتاب چھاپنے اور اسے فروخت کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

اگر مصنف کسی ناشر سے یہ معاہدہ کر لے کہ اتنے عرصہ تک آپ ہماری بک چھاپتے رہیں، کسی کو ہم اجازت نہیں دیں گے اور معاوضہ بھی طے ہو جائے، تو پھر طے شدہ عرصہ گزرنے سے قبل مصنف اور کسی ناشر کو کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں دے سکتا ورنہ عہد شکنی اور فریب کاری کے گناہ میں ملوث ہوگا۔

معروف محقق علامہ ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی "کتاب کے معاصر معاملات اور حقوق سے متعلق لکھتے ہیں:

اَمَّا حَقُّ الْمُؤَلِّفِ الَّذِیْ یَدْخُلُ تَحْتَ عُنْوَانٍ قَانُوْنِیٍّ جَدِیْدٍ وَهُوَ الْحَقُّ الْاَدَبِیُّ فَهُوَ حَقٌّ مَصُوْنٌ فِیْ تَقْدِیْرِیْ شَرْعًا عَلٰی اَسَاسِ قَاعِدَةِ الْاِسْتِصْلَاحِ اَوِ الْمَصْلَحَةِ الْمُرْسَلَةِ (وَهِیَ الْاَوْصَافُ الَّتِیْ تُلَائِمُ تَصَرُّفَاتِ الشَّرْعِ وَمَقَاصِدِهٖ، وَلٰكِنْ لَمْ یَشْهَدْ لَهَا دَلِیْلٌ مُعَیَّنٌ مِنَ الشَّرْعِ بِالْاِعْتِبَارِ اَوِ الْاِلْغَاءِ، وَیَحْصُلُ مِنْ رَبْطِ الْحُكْمِ بِهَا جَلْبُ

☆صریح وہ لفظ ہے جس کی مراد ظاہر ہوتی ہے جس طرح "بعت اور اشتریت" وغیرہ ☆

مصلحة اَوْ دَفْعُ مُفْسِدَةٍ عَنِ النَّاسِ) فَكُلُّ عَمَلٍ فِيْهِ مَصْلِحَةٌ غَالِبَةٌ اَوْ دَفْعُ ضَرَرٍ اَوْ مُفْسِدَةٌ يَكُونُ مَطْلُوبًا شَرْعًا۔وَالْمُؤَلِّف قَدْ بَذَلَ جُهْدًا كَبِيْرًا فِيْ اِعْدَادِ مُؤَلِّفَةٍ،فَيَكُونُ اَحَقَّ النَّاسِ بِهٖ،سَوَاءٌ فِيمَا يُمَثِّلُ الْجَانِبَ الْمَادِیَ:وَهُوَ الْفَائِدَةُ الْمَادِيَةُ الَّتِي يَسْتَفِيْدُ هَا مِنْ عَمَلِهٖ،اَوِ الْجَانِبَ الْمَعْنَوِی:وَهُوَ نِسْبَةُ الْعَمَلِ اِلَيْهِ۔وَيَظِلُّ هَذَا الْحَقُّ خَالِصًا دَائِمًا لَهٗ،ثُمَّ لِوَرَثَتِهٖ لِقَولِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا رَوَاهُ الْبُخَارِی وَغَيْرُهٗ:"مَنْ تَرَكَ مَالًا اَوْ حَقًّا فَلِوَرَثَتِهٖ"وَبِنَاءً عَلَيْهِ يُعْتَبَرُ اِعَادَةُ طَبْعِ الْكِتَابِ اَوْتَصْوِيْرِهٖ اِعْتِدَاءً عَلَى حَقِّ الْمُؤَلِّفِ،اَیْ اِنَّهٗ مَعْصِيَةٌ مُوْجِبَةٌ لِلْاِثْمِ شَرْعًا،وَسَرِقَةٌ مُوجِبَةٌ لِضَمَانِ حَقِّ الْمُؤَلِّفِ فِیْ مُصَادَرَةِ النُّسَخِ الْمَطْبُوْعَةِ عُدْوَانًا وَظُلْمًا،وَتَعْوِيْضُهٗ عَنِ الضَّرَرِ الْاَدَبِيِّ الَّذِیْ اَصَابَهٗ۔ وَذَالِكَ سَوَاءٌ كُتِبَ عَلَى النُّسَخِ الْمَطْبُوعَةِ عِبَارَةٌ:(حَقُّ التَّالِيْفِ مَحْفُوظٌ لِلْمُؤَلِّفِ)اَمْ لَا،لِاَنَّ الْعُرْفَ وَالْقَانُونَ السَّائِدَ اِعْتَبَرَ هَذَا الْحَقَّ مِنْ جُمْلَةِ الْحُقُوقِ الشَّخْصِيَّةِ۔ وَالْمَنَافِعُ تُعَدُّ مِنَ الْاَمْوَالِ الْمُتَقَوِّمَةِ فِی رَاىِ جَمْهُورِ الْفُقَهَاءِ غَيْرَ الْحَنَفِيَّةِ،لِاَنَّ الْاَشْيَاءَ اَوِالْاَعْيَانَ تُقْصَدُ لِمَنَافِعِهَا لَا لِذَوَاتِهَا،وَالْغَرْضُ الْاَظْهَرُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ هُوَ مَنْفَعَتُهَا كَمَا قَالَ شَيْخُ الْاِسْلَامِ عَزُّالدِّيْنِ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ۔بَلْ اِنَّ مُتَأَخِّرِی الْحَنَفِيَّةِ اَفْتَوا بِضَمَانِ مَنَافِعِ الْمَغْصُوبِ فِیْ ثَلٰثَةِ اَشْيَاءَ:اَلْمَالُ الْمَوْقُوفُ،وَمَالُ الْيَتِيْمِ،وَالْمَالُ الْمُعَدُّ لِلْاِسْتِغْلَالِ۔وَالْمُؤَلِّفُ حِيْنَمَا يَطْبَعُ كِتَابَهٗ يَقْصِدُ بِهٖ اَمْرَيْنِ:نَشْرُ الْعِلْمِ،وَاِسْتِثْمَارُ مُؤَلَّفِهٖ۔ وَيَكُونُ لِكُلِّ طَبْعَةٍ مِنْ طَبْعَاتِ الْكِتَابِ حَقٌّ خَاصٌّ لِلْمُؤَلِّفِ۔وَتَذَرُّعَ بَعْضُ النَّاشِرِيْنَ بِاَنَّهُمْ فِیْ اِعَادَةِ الطَّبْعِ اَوِ التَّصْوِيْرِ اِنَّمَا يَنْشُرُونَ الْعِلْمَ وَيَخْدِمُونَ الْمُؤَلِّفَ هُوَ تَحَايُلٌ شَيْطَانِيٌّ وَذَرِيْعَةٌ فَاسِدَةٌ،لِاَنَّ الْحَرَامَ لَا يَكُونُ وَلَا يَصِحُّ بِحَالٍ طَرِيْقًا لِلْحَلَالِ۔وَيَبْطُلُ زَعْمُهُمْ اَنَّهُمْ لَوْلَا قَصْدَ الرِّبْحُ الْمَادِی الْمُنْتَظَرُ مِنْ وَّرَاءِ شُهْرَةِ كِتَابٍ اِنْتَشَرَ تَدَاوُلُهٗ لِمَا اَقْدَمُوا عَلَى الطَّبْعِ اَوِ التَّصْوِيْرِ۔

بہر حال: حق مؤلف (مرتب اور مصنف) جو جدید قانونی عنوان کے تحت آتا ہے، جسے حق ادبی سے

تعبیرکیاجاتاہے یہ "الاستصلاح"یا "المصلحة المرسلة"کے قاعدے کی اساس پر شرعی اعتبار سے محفوظ حق ہے۔اور" المصلحة المرسلة" کا مطلب یہ ہے کہ وہ اوصاف جن کے لیے کوئی معین دلیل نہ ہو اور وہ شرعی تصرفات اور مقاصد کے مناسب ہوں اور ان کے ذریعے کوئی نفع ہو یا لوگوں سے فساد دور کیا جارہا ہو پس ہر وہ عمل جس میں مصلحت غالب ہو یا اس سے ضرر اور فساد دور ہو تو وہ عمل شرعا مطلوب ہو گا، چنانچہ مصنف اپنی تصنیف میں بہت محنت اور کاوش کرتا ہے اس لیے وہ سب لوگوں سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کو مادی فوائد حاصل ہوں یا معنوی (معنوی فوائد کا حصول)تصنیف کی نسبت مصنف کی طرف کرنا ہے، یہ حق خالصتاً اس کے لیے اور اس کی وفات کے بعد اس کے وارثوں کے لیے دائمی طور ہو گا ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ نے اور ان کے علاوہ نے روایت کیا ہے۔

"مَنْ تَرَکَ مَالًا اَوْ حَقًّا فَلِوَرَثَتِہٖ" جو شخص مال یا حق چھوڑے تو اس کے وارثوں کے لیے ہے۔

انہی دساتیر کی بنا پر مصنف کی کتاب کی اشاعت (اس کی اجازت کے بغیر) مصنف کے حق پر ظلم اور تعدی ہے، جو شرعا گناہ کا ذریعہ ہے ور مصنف کے حقوق کی چوری ہے (اور اس کے حقوق چرانے کی وجہ سے)ایسے آدمی پر مالی تاوان لازم ہو گا۔

خواہ مصنف نے اپنی کتاب پر" حق التالیف مولف کے لیے محفوظ ہیں" لکھا ہو یا نہ لکھا ہو بہر صورت بلا اجازت اشاعت جرم ہو گا، کیونکہ عرف اور قانون نے حق تالیف کو شخصی حقوق کے لحاظ سے تسلیم کیا ہے ،اور احناف کے سوا جمہور فقہا کی رائے کے مطابق منافع مال متقوم ہیں ،اس کی دلیل یہ ہے کہ اشیاء منافع کی وجہ سے مقصود ہوتی ہیں ذات کی وجہ سے مقصود نہیں ہوتیں اور تمام مالوں میں ظاہری غرض نفع حاصل کرنا ہے، جس طرح شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام کا قول ہے ، بلکہ متاخرین ا حناف نے یہ فتویٰ صادر کیا ہے کہ تین مقامات میں منافع مغصوب کا تاوان ہے ۔۱۔وقف شدہ مال۔۲۔یتیم کا مال۔۳۔وہ مال جو نفع کمانے کے لیے تیار کیا گیا ہو۔مصنف جس وقت اپنی کتاب کی اشاعت کرتا ہے تو اس کے طباعت سے دو مقصد ہوتے ہیں ۔۱۔علم کی نشر واشاعت ۔۲۔اپنی تالیف سے مالی فائدہ حاصل کرنا۔اسی لیے ہر ایڈیشن کی طباعت میں مولف کا خاص حصہ ہوتا ہے۔

بعض ناشرین یہ کہتے ہیں (کہ ہم نے کتاب کی اجازت تو نہیں لی مگر اس کی) طباعت سے علم پھیلا رہے ہیں اور کتاب کی (ایک صنف) خدمت کر رہے ہیں، (ان کی اس بات کا جواب یہ ہے کہ) ان لوگوں کا یہ خیال شیطانی حیلہ اور فاسد ذریعہ ہے کیونکہ حرام کبھی بھی حلال کا ذریعہ نہیں ہوتا، اور ان کا گمان ایک اسوجہ سے بھی فاسد ہے کہ کتاب کی شہرت تو ہو لیکن ان کی توقع کے مطابق مالی فائدہ حاصل نہ ہو تو وہ کتاب کی اشاعت کے اقدام سے باز رہیں گے۔

(الفقہ الاسلامی وأدلتہ، ۹ / ۷ / ۳: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی کتابوں کے حقوق سے متعلق کافی حد تک تقویت پہنچاتا ہے لکھتے ہیں:

"اَلْمُرَادُ بِالْمَالِ مَا یَمِیْلُ اِلَیْهِ الطَّبْعُ وَیُمْكِنُ اِدِّخَارُهٗ لِوَقْتِ الْحَاجَةِ وَالْمَالِیَّةُ تَثْبُتُ بِتَمَوُّلِ النَّاسِ كَافَّةً اَوْبَعْضِهِمْ وَالتَّقَوُّمُ یَثْبُتُ بِهٖ وَبِاِبَاحَةِ الْاِنْتِفَاعِ بِهٖ شَرْعًا"

مال سے مراد وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت مائل ہو اور ضرورت کے وقت (کام میں لانے کے لئے) اسے جمع کرنا بھی ممکن ہو اور مالیت جمیع الناس یا بعض لوگوں کے مال بنانے سے ثابت ہوتی ہے اور ''تقوم' مالیت بنانے کے ساتھ ساتھ شرعاً انتفاع کی اباحت سے ہوتا ہے۔ (فتاویٰ شامی؛ ۴ / ۳، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

قدیمی کتابوں کی اشاعت سے متعلق حکم؟

معروف محقق علامہ ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی ''کتاب کی نشر واشاعت کے عصری معاملات اور حقوق سے متعلق مزید تفصیل اور دلائل کی روشنی میں لکھتے ہیں:

ا۔ اَمَّا الْكُتُبُ الْقَدِیْمَةُ الَّتِیْ لَمْ یَعُدْ یُعْرَفُ وَرَثَةُ مُؤَلِّفِهَا فَلَا مَانِعَ مِنْ طَبْعِهَا بِشَرْطِ عَدَمِ الْاِعْتِدَاءِ عَلٰی جُهْدِ دَارِ النَّشْرِ الْخَاصِ الَّذِیْ بَذَلَتْهُ فِیْ اِخْرَاجِ الْكِتَابِ مِنْ تَعْلِیْقٍ وَعَلَامَاتِ تَرْقِیْمٍ وَتَصْحِیْحٍ وَنَحْوِ ذَالِكَ۔

ب۔ وَاَمَّا حَقُّ النَّشْرِ اَوِ التَّوْزِیْعِ فَیُحَكِّمُهُ الْعَقْدُ اَوِ الْاِتِّفَاقُ الْحَاصِلُ بَیْنَ الْمُؤَلِّفِ وَ النَّاشِرِ اَوِ الْمُوَزِّعِ. فَیَجِبُ عَلٰی طَرْفَیِ الْاِتِّفَاقِ الْاِلْتِزَامُ بِمَضْمُوْنِهٖ مِنْ حَیْثُ عَدَدِ

النُّسَخِ الْمَطْبُوعَةِ وَالْمُدَّةِ الَّتِی یَسْرِی فِیْهَا الْاِتِّفَاقُ. وَاللهُ تَعَالٰی اَمَرَ بِالْوَفَاءِ بِالْعُقُودِ (یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَوْفُوا بِالْعُقُوْدِ)[المائدة:۱]، (وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ)[الاسراء:۳۴]. وَبِنَاءً عَلَیْهِ یَحْرُمُ شَرْعًا نَقْضُ بُنُودِ الْاِتِّفَاقِ، وَلَا یَجُوزُ لِلْمُؤَلِّفِ اَن یُّقَوِّمَ بِاِعْطَاءِ حَقِّ النَّشْرِ اَوِ التَّوْزِیْعِ لِغَیْرِ الدَّارِ الَّتِی الْتَزَمَ مَعَهَا فِی مُدَّةٍ مُعَیَّنَةٍ. وَاَمَّا مَا یُقَالُ مِنْ جُهْدِ دَارِ التَّوْزِیْعِ اَوِ النَّشْرِ، فَهٰذَا قَدِ اسْتَوْفَتِ الدَّارُ عِوَضَهٗ بِمَا تَأْخُذُهٗ مِنْ رِبْحٍ، وَالشُّهْرَةُ کَانَتْ بِالرَّوَاجِ النَّابِعِ مِنْ مَوْضُوعِ الْکِتَابِ لَا مِنْ شَکْلِهٖ وَاِخْرَاجِهٖ، فَهٰذَا لَهٗ دَوْرٌ ثَانَوِیٌّ، بِدَلِیْلِ اَنَّ کَثِیْرًا مِنَ الْکُتُبِ ذَاتُ اِخْرَاجٍ بَدِیْعٍ، وَلٰکِنَّهَا تَافِهَةٌ لَمْ یُکْتَبْ لَهَا الرَّوَاجُ. کَذٰلِكَ لَا یَصِحُّ الْقَوْلُ: اَنَّ دَارَ النَّشْرِ اَوِ التَّوْزِیْعِ هِیَ الَّتِی اَضَفَتْ عَلَی الْمُؤَلِّفِ وَ کِتَابِهٖ شُهْرَةً، فَذٰلِكَ قَدِ اسْتَوْفَتِ الدَّارُ عِوَضَهٗ مِمَّا اَخَذَتْهُ مِن نِّسْبَةٍ مِئَوِیَّةٍ عَالِیَةٍ تَفُوقُ فِعْلًا مَا یَسْتَفِیْدُهٗ صَاحِبُ التَّأْلِیْفِ ذَاتُهٗ. ج. کَذٰلِكَ التَّرْجَمَةُ یَنْبَغِی اَن یَّکُونَ نَشْرُهَا بِاِذْنِ الْمُؤَلِّفِ وَبِاِتِّفَاقٍ مَعَهٗ، وَحَقُّ الْمُؤَلِّفِ اَوِ النَّاشِرِ حِیْنَئِذٍ یَتَجَلّٰی فِی الْمُطَالَبَةِ بِمَا یُحَقِّقُ الْکِتَابُ مِنْ اَرْبَاحٍ بِنِسْبَةٍ مِئَوِیَّةٍ بِحَسَبِ الْاِتِّفَاقَاتِ اَوِ الْاَعْرَافِ الشَّائِعَةِ الَّتِی تُعْرَفُ مِن مَّجْمُوعِ اِتِّفَاقَاتِ الْمُؤَلِّفِیْنَ وَالنَّاشِرِیْنَ. وَالْخُلَاصَةُ: اِنَّ الْبِرَّ: مَا اطْمَأَنَّتْ اِلَیْهِ النَّفْسُ وَاطْمَأَنَّ اِلَیْهِ الْقَلْبُ، وَالْاِثْمُ: مَا حَاكَ فِی الصَّدْرِ وَ کَرِهْتَ اَن یَّطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ. وَلَا شَكَّ اَنَّ حَقَّ الْمُؤَلِّفِ اَصْبَحَ مُعْتَرَفًا بِهٖ فِی الْقَوَانِیْنِ وَالْاَعْرَافِ، وَاَنَّ الطَّبْعَ اَوِ التَّصْوِیْرَ بِغَیْرِ حَقٍّ عُدْوَانٌ وَظُلْمٌ عَلٰی حَقِّ الْمُؤَلِّفِ، وَاَنَّ فَاعِلَ ذٰلِكَ یَتَهَرَّبُ عَادَةً مِنَ الْمَسْؤُوْلِیَّةِ، وَلَا یَجْرُؤُ عَلَی الْاِعْتِرَافِ بِفِعْلِهِ الْاِثْمِ، مِمَّا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ عَمَلَهٗ ظُلْمٌ مُوجِبٌ لِتَعْوِیْضِ صَاحِبِ الْحَقِّ، وَالْمُسْلِمُ اَوْلَی النَّاسِ بِرِعَایَةِ الْحُقُوقِ وَالْوَفَاءِ بِالذِّمَمِ وَالْعُهُودِ، وَاللهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ.

بہر حال وہ کتابیں جن کے لکھنے والوں کے ورثا معلوم نہ ہوں تو ان کی طباعت میں کوئی مانع نہیں تاہم اگر کوئی خاص ادارہ اس کتاب کی تصحیح (تخریج، حواشی، کمپوزنگ) بعد زرخرچ کرکے اس کی

نشرواشاعت کرے اور دوسرے ادارے کی اشاعت سے اس مطبع کو نقصان پہنچے تو پھر قدیم کتابوں کی اشاعت بھی دوسروں کے لیے صحیح نہیں۔

اشاعت اور حق تقسیم: تقسیم کے حق کا حکم یہ ہے کہ مصنف اور تقسیم کرنے والے کے مابین جو معاملہ کتاب کی کاپیوں کے اعتبار سے اور جتنی مدت کے لیے طے ہو اس کی رعایت ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عہدوپیمان کی پاسداری کا حکم دیا ہے، ارشاد فرمایا:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (المائدة:۱) (وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ)(الاسراء:۳۴)

اے ایمان والو پورا کرو عقود کو۔ اور عہد کو پورا کرو۔

اسی بناپر نقض معاہدہ حرام ہے اور اس کی شرائط کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے اور مصنف کے لیے بھی جائز نہیں کہ جس ادارے کے ساتھ اس کا مخصوص مدت تک معاہدہ ہو اور مدت گزرنے سے قبل کسی اور ادارے کو نشرو اشاعت کے حقوق دے دے، جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس ادارہ کی کوشش کو ٹھیس پہنچے گی اگر مصنف نے کسی اور سے معاہدہ کیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس ادارے نے نفع کی صورت میں اس کا عوض حاصل کرلیا ہے اور کتاب کی شہرت اس کے موضوع (عنوان) کے اعتبار سے تھی، نہ کہ ادارے کی طباعت شہرت کا ذریعہ بنی۔

اس کی دلیل (کتاب کی شہرت کا اصل باعث چھاپنے والا ادارہ نہیں) ہے کیونکہ کثیر کتابیں باوجود عمدہ چھپائی کے، ان کو شہرت حاصل نہیں، کیونکہ ان کا موضوع عمدہ نہیں اور وہ معمولی ہیں۔

اور یہ دوسرا اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ اُس ادارے نے مصنف اور اس کی کتاب کو مشہور کرایا ہے لہٰذا دوسرے ادارے سے اس کا معاہدہ کرنا درست نہیں! تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں مصنف اور اس کی بک کو شہرت حاصل ہوئی ہے، وہاں اس سے کہیں بڑھ کر خود اس ادارے کو بھی عالی اور بلند شہرت اس کتاب کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

(ج) علی ھذا القیاس ترجمہ کا حکم: یعنی ترجمہ کی اشاعت بھی مصنف کی اجازت اور اتفاق سے کرنی چاہئے۔

خلاصہ: خلاصہ یہ ہے کہ نیکی وہ ہے جس پر قلب ونفس مطمئن ہوں اور گناہ وہ ہے جو سینہ میں کھٹکے اور اس پر لوگوں کے مطلع ہونے کو ناپسند کیا جائے۔

☆صاحبین کے نزدیک حکم میں حقیقت کا نائب ہے☆

بلا ریب (عصر رواں میں) قوانین اور عرف میں حق تالیف مان لیا گیا ہے، اور مصنف کی اجازت کے بغیر کتاب کی اشاعت ظلم اور حد سے متجاوز ہونا ہے، اور ایسا کرنے والے عادتاً اس سے بھاگتے ہیں کہ ان سے باز پرس ہو اور اپنے غلط فعل کے اقرار کی جرت نہیں کرتے، یہ اشیاء اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کا یہ فعل ظلم ہے صاحب حق کو عوض دینے کا موجب ہے۔ اور جو مسلمان ہو اس کو وعدوں کی رعایت سب سے زیادہ کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور راستہ کی راہنمائی فرماتا ہے۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۹/ ۸ ۳؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

دساتیر حق تالیف تاریخی پس منظر میں:

علامہ ڈاکٹر محمد توفیق رمضان البوطی دساتیر حق تالیف تاریخی پس منظر میں قدرے تفصیل سے لکھا ہے اور اس کا ترجمہ محمد اسلام نے پیش کیا ہے:

ڈاکٹر نواف کنعان اپنی کتاب ''حق المؤلف'' میں ڈاکٹر محمد ماہر حمادہ کی کتاب ''المکتبات فی العالم'' سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قدیم یونانیوں کو فکری کاوشوں کی ملکیت کے تحفظ کی ضرورت کا احساس تھا، چنانچہ یونانی حکام مؤلفین کی فکری تخلیقات کے حقوق کے تحفظ کے لیے اس شرط پر پروانے جاری کرتے تھے کہ ان کے تخلیقی شاہکار پر مشتمل چند نسخے ملک کے قومی کتب خانے میں رکھے جائیں گے، اسی وجہ سے اثینا کے کتب خانے میں سوفوکلیس اور یور بیڈیز وغیرہ جیسے عظیم یونانی ڈرامہ نگاروں کے ڈراموں کے سرکاری نسخے رکھے جاتے تھے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ان ڈراموں کی عبارات ملک سے باہر نہ جاسکیں، نیز ان کے سرقے اور غلط استعمال کا سد باب ہو سکے، البتہ عوام کو یہ نسخے قومی کتب خانے سے باہر لے جائے بغیر وہیں پڑھنے کی اجازت ہوتی تھی۔

اہل یونان کے دیکھا دیکھی دیگر ممالک میں بھی اس قسم کے کتب خانوں کا رواج پڑ گیا۔ یہاں تک کہ اس قسم کے کتب خانے بیک وقت مؤلفین کے حق تالیف کے تحفظ اور عوام کے لیے ان کی تالیفات سے فائدہ اٹھانے کا ذریعہ بن گئے۔ (حق المولف: ڈاکٹر نواف کنعان، ص: ۱۷)

یوں لگتا ہے کہ پریس کی ایجاد سے فکری کاوشوں کی ملکیت کے تحفظ کا مسئلہ قانونی شکل اختیار کرنے لگا چنانچہ دمشق کے ثقافتی مرکز میں ۲۵/ ۳/ ۱۹۷۴ء کو ڈاکٹر جارج جبور کے دیئے گئے لیکچر کے مطابق

۱۷۰۹ء میں برطانیہ میں قانون حق اشاعت (copyright act) جاری ہوا جس کے مطابق صرف مصنف کو ہی اپنے تصنیفی کاموں کی طباعت کا حق حاصل تھا پھر ۱۷۴۱ء میں ڈنمارک میں اور اسی صدی کے آخری عشرے میں امریکہ اور فرانس میں بھی اس جیسا قانون منظور ہوا۔اس کے بعد عالمی سطح پر صنعتی اور ادبی ملکیت کے تحفظ کے لیے کوششیں شروع ہوئیں، چنانچہ ۱۸۵۱ء میں اس مقصد کے لیے برطانیہ،فرانس اور پرتگال کے درمیان معاہدہ ہوا پھر ۲۰ مارچ ۱۸۸۳ء کو معاہدہ پیرس وجود میں آیا۔

اس کے بعد ۹ ستمبر ۱۸۸۶ء کو معاہدہ برن میں عالمی سطح پر ادبی حقوق کے تحفظ کے لئے اصول قواعد مرتب کئے گئے ۱۹۵۲ء میں یونیسکو تنظیم نے مصنف کے حقوق کے لئے عالمی معاہدے کی قرار داد پیش کی یہاں تک کہ بعد میں فکری کاوشوں کی ملکیت کا عالمی ادارہ (w.i.p.0) وجود میں آ گیا، جو اقوام متحدہ کے ماتحت عالمی ادارہ اور یونیسکو کی ماتحت خصوصی ایجنسی ہے، اس کا پورا نام (world intellectual property organization) ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مصر اس معاملے میں پیش پیش رہا ہے، چنانچہ ۱۹۲۵ء کے معاہدہ برن میں اسے شرکت کی دعوت دی گئی۔اس نے مؤلف کے حقوق سے متعلق روما اور بلغراد میں ہونے والی کانفرنسوں میں بھی شرکت کی، نیز مصر نے ۱۹۲۵ء میں (الجمعیۃ الادبیۃ والفنیۃ الدولیۃ) بین الاقوامی تنظیم برائے ادب وفن کی طرف سے منعقد کرائی جانے والی کانفرنس کی مہمان نوازی بھی کی۔

ڈاکٹر بکر بن عبداللہ ابوزید لکھتے ہیں کہ حق تالیف کے بارے میں مقامی طور پر سب سے قدیم عربی قانون: ''حق تالیف کا عثمانی قانون'' ہے، جو ۱۹۱۰ء، بمطابق ۱۳۲۶ھ میں جاری ہوا، ۱۹۴۸ء میں بغداد کے وکلاء کی ایسوسی ایشن کی طرف سے شائع ہونے والے مجلۃ القضاء کے شمارہ نمبر ۱ اور ۲ میں اس کا عربی ترجمہ کیا گیا، یہ قانون ۴۲ دفعات پر مشتمل تھا۔

اس کے بعد مراکشی قانون ۱۹۱۶، مصری قانون ۱۹۵۲، لیبیا کا قانون ۱۹۶۸، عراقی قانون ۱۹۷۱ اور سوڈانی قانون ۱۹۷۴ وجود میں آیا۔

ڈاکٹر جبور نے یہ بات ذکر کی ہے کہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۴ کو فرانسیسی ہائی کمشنر نے قرارداد نمبر ۲۳۸۵ جاری کی جس کے ساتویں جزو میں تجارتی، صنعتی، ادبی اور فنی ملکیت کے حقوق کو مرتب کیا گیا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک کانفرنس بغداد میں ۱۹۸۱ء بمطابق ۱۴۰۲ھ میں منعقد ہوئی، جس میں مؤلف کے حقوق کے تحفظ کے لئے ۳۴ دفعات پر مشتمل ''معاہدہ عرب'' پر دستخط ہوئے۔

آخر میں میں اس طرف اشارہ کرتا چلوں کہ شام کے قانون تعزیرات میں ادبی اور فنی حقوق کے تحفظ کے لئے قوانین موجود ہیں، چنانچہ دفعات نمبر ۷۰۸ ۔۷۱۵ میں ان حقوق سے تجاوز کرنے سے روکنے کے لئے قواعد اور سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔

ڈاکٹر بکر ابوزید نے تالیف کی ملکیت کی تاریخ پر بحث کے دوران کچھ نقات ذکر کئے ہیں جو ان کی رائے میں حق تالیف کی شرعی بنیادوں کی وضاحت کرتے ہیں۔ان میں سے اہم کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔　علمی امانت داری کے التزام کا ضروری ہونا، جس کی صورت یہ ہے کہ علم مصطلح الحدیث کے قواعد کے مطابق اسناد کے ذریعے احادیث کو پرکھا جاتا ہے۔

۲۔　عبارتوں کی نسبت ان کے لکھنے والوں کی طرف کر کے ان کی تخریج کرنا، نیز بڑی دقت نظر اور امانت داری سے ان مصادر کی طرف انہیں منسوب کرنا جن سے انہیں لیا گیا ہے۔

۳۔　کتابوں اور تالیفات کی چوری کو حرام قرار دینا اور جو لوگ دوسروں کے کام کو چرا کر اس کی نسبت اپنی طرف کرتے تھے، انہیں منظر عام پر لانا۔اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- عمیدی ۴۳۳ھ کی کتاب الابانۃ عن سرقات المتنبی
- الحجۃ فی سرقات ابن حجۃ ۸۵۹ھ
- سرقات البحتری من ابی تمام۔۔۔۔

(خرید و فروخت کی مروجہ صورتیں اور ان کی شرعی حیثیت، ۲۷۴؛ شریعہ اکیڈمی اسلام آباد)

جاری۔۔۔۔۔۔۔۔